NOS\NOTE2.tif not found.

15

جاں نثار اختر

شاعر کا تعارف

جاں نثار اختر کا شمار دورِ حاضر کے اہم اور مقبول شعراء میں ہوتا ہے ان کا پورا نام سید جاں نثار حسین رضوی اور اختر تخلص تھا۔ آبائی وطن قصبہ خیر آباد، ضلع سیتاپور (یو پی) تھا لیکن خود جاں نثار اختر کی پیدائش 1914ء میں گوالیار میں ہوئی۔ جاں نثار اختر ایک ایسے گھرانے کے چشم و چراغ تھے جو کئی نسلوں سے علم و ادب کا گہوارہ تھا۔ ان کے والد مضطرؔ خیر آبادی اور تایا بسملؔ خیر آبادی دونوں شاعر تھے۔ ان کی دادی سعید النساء بیگم ایک تعلیم یافتہ خاتون ہونے کے ساتھ ساتھ شعر بھی کہتی تھیں۔ ان کا تخلص حرماںؔ تھا۔ حرماںؔ کے والد مولانا فضل حق خیر آبادی اور بھائی شمش العلماء مولانا عبدالحق جیّد عالم تھے۔ جاں نثار اختر نے دسویں جماعت تک تعلیم گوالیار کے وکٹوریہ کالجیٹ ہائی اسکول میں حاصل کی۔ 1930ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں داخلہ لیا اور وہاں سے بی۔ اے آنرز کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد ڈاکٹریٹ کے لیے ''اردو میں ناول نویسی'' کے موضوع پر کام کرنا شروع کیا لیکن گھریلو حالات کی وجہ سے 1940ء میں اسے نامکمل چھوڑ کر گوالیار واپس آنا پڑا۔ یہاں ان کا تقرر وکٹوریہ کالج میں اردو کے استاد کی حیثیت سے ہوگیا۔ 25/دسمبر 1943ء کو ان کی شادی مشہور شاعر اسرار الحق مجازؔ کی سگی بہن صفیہ سے ہوگئی۔ شادی کے بعد کے چند سال نہایت اطمینان بخش اور پُر مسرت ماحول میں گزرے۔ 1947ء میں ملک کی آزادی کے بعد فسادات کا جو اذیت ناک سلسلہ ہوا اس کی لپیٹ میں گوالیار بھی آ گیا اور جاں نثار اختر کو گوالیار کی سکونت ترک کر کے ریاست بھوپال میں پناہ لینا پڑی خوش قسمتی سے انھیں یہاں حمیدیہ کالج میں صدر شعبۂ اردو و فارسی کی جگہ مل گئی۔ کچھ دنوں بعد صفیہ اختر کا تقرر بھی اس کالج میں لکچرر کی حیثیت سے ہوگیا۔ کچھ مدت کے بعد جاں نثار اختر بھوپال چھوڑ کر 1949ء میں بمبئی چلے گئے اور فلموں کے لیے گانے لکھنے لگے۔ لیکن کام کی حالت اطمینان بخش نہ تھی۔ 17/جنوری 1953ء کو ان کی بیوی صفیہ کا انتقال ہوگیا جس سے ان کی پریشانیوں اور دکھوں میں اضافہ ہوگیا۔ 17/ستمبر 1956ء کو اختر کی دوسری شادی خدیجہ طلعت سے ہوگئی۔ اس شادی کے بعد کا زمانہ جاں نثار اختر کے لیے آرام و آسائش کا زمانہ تھا۔ ایک فلمی شاعر کی حیثیت سے

\NOIS_F-04-02\nOTE\NO not found.

انھیں خاص شہرت حاصل ہوئی اور زندگی خوش حالی اور فارغ البالی کے ساتھ بسر ہونے لگی۔ 18/اگست 1976 کو بمبئی میں دل کا دورہ پڑنے سے انتقال ہو گیا۔

جاں نثار اختر کے سات مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔''سلاسل''، ''تارِ گریباں''، ''نذرِ بتاں''، ''جاوداں''، گھر آنگن''، خاکِ دل''، پچھلے پہر''، ''خاکِ دل پر نومبر 1974 میں سوویت دیس نہرو ایوارڈ اور 1976 میں ساہتیہ اکادمی ایوارڈ (بعد ازمرگ) دیا گیا۔

جاں نثار اختر نے نظمیں اور غزلیں بھی کہی ہیں اور رُباعیات وقطعات بھی۔ ہر ایک صنف میں ان کی انفرادیت جلوہ گر ہے۔ نظموں کے مقابلے میں غزلوں کی تعداد بہت کم ہے۔ اس حقیقت کے باوجود مزاجاً غزل کے شاعر تھے۔ ان کی تربیت بھی غزل کی کلاسیکی روایات کے ماحول میں ہوئی تھی۔ ان کی غزلوں میں ان کے تجربات کی پرچھائیاں نظر آتی ہیں۔ جذبات کی صداقت اور لہجے کی لطافت کے امتزاج سے ان کی غزل کا خمیر تیار ہوتا ہے۔ ان کی غزلوں میں جوان دل کی دھڑکنیں سنائی دیتی ہیں۔ ان غزلوں میں جسم کی خوشبو بھی ہے، حسن کی رعنائی بھی اور عشق کی حرارت بھی۔ محبت اور اس کی لطیف کیفیات و واردات، نرم اور ملائم الفاظ نیز شگفتہ شیریں اور رسیلے بیان کے ذریعے نہایت رچاؤ کے ساتھ ان کی غزلوں میں اظہار پاتی ہیں۔ یہ خصوصیات ان کی غزلوں میں حسن و دل کشی کا باعث ہیں اور ان کی بدولت وہ ایک منفرد اور کامیاب غزل گو قرار پاتے ہیں۔

مقاصد

اس نظم کو پڑھنے کے بعد آپ:

- نظم کا مطلب اور شاعر کے پیغام کو سمجھ کر بیان کر سکیں گے؛
- جذبۂ حب الوطنی محسوس کر سکیں گے؛
- ہندوستان کی مشہور ادبی شخصیات سے واقف ہو سکیں گے؛
- ہندوستان کے تیوہار اور مختلف رسم رواج سے واقف ہو سکیں گے؛
- ہندوستان کی دیہی زندگی کو جان سکیں گے؛
- ہندوستان کی گنگا جمنی تہذیب کے رنگا رنگ پہلوؤں سے واقفیت حاصل کر سکیں گے؛
- ہندوستانی تمدن اور آثار قدیمہ سے واقف ہو سکیں گے؛
- نظم کی مشہور صنف مثنوی سے متعارف ہو سکیں گے؛
- زبان و بیان کی خوبیوں کو پہچان سکیں گے؛
- نظم میں استعمال ہونے والی مختلف صنعتوں سے واقف ہو سکیں گے۔

NOS\NOTE2.tif not found.

15.1 اصل سبق

آیئے اب "نظم خاکِ وطن" پڑھتے ہیں۔

محبت ہے خاکِ وطن سے ہمیں
محبت ہے اپنے چمن سے ہمیں
ہمیں اپنے صبحوں سے شاموں سے پیار
ہمیں اپنے شہروں کے ناموں سے پیار
ہمیں پیار اپنے ہراک گاؤں سے
گھنے برگدوں کی گھنی چھاؤں سے
ہمیں پیار اپنی عمارات سے
ہمیں پیار اپنی روایات سے
سلامت رہیں اپنے دشت ودمن
رہے گنگناتا ہمارا گگن
نگاہیں ہمالہ کی اونچی رہیں
سداچاند تاروں کو چھوتی رہیں
رہے پاک گنگوتری کی پھبن
مچلتی رہے زلفِ گنگ وجمن
رہے جگمگاتا یہ سنگم کا روپ
چمکتی خنک چاندنی نرم دھوپ
لٹاتی رہیں اپنے نینوں کے مدھ
یہ صبح بنارس یہ شامِ اودھ
رہیں سرخسرو سیکری کے محل
یہ نینی کے جھیلوں میں کھلتے کنول
نہاتا رہے نرم کرنوں میں تاج
رہے تا قیامت محبت کی لاج

خاکِ وطن: وطن کی مٹی

عمارات: عمارت کی جمع
دشت: جنگل
گگن: آسمان
سدا: ہمیشہ
گنگوتری: وہ جگہ جہاں سے گنگا نکلتی ہے
پھبن: زیبائش، سجاوٹ
گنگ وجمن: گنگا اور جمنا
خنک: ٹھنڈا
سنگم: دو چیزوں کا ملاپ (وہ جگہ جہاں گنگا جمنا مل جاتی ہیں)
نین: آنکھ
مدھ: شہد
سرخرو: کامیاب
سیکری: جگہ کا نام (فتح پور سیکری جو آگرہ کے پاس ہے) اور فتح پور سیکری کے نام سے مشہور ہے
نینی: نینی تال کا مخفف یعنی مختصر نام ہے اس کی جھیل یا تال آنکھ کی طرح ہے

\NOIS_F-04-02\nOTE\NO
not found.

اجنتا کے بت رقص کرتے رہیں
حسین غار تاروں سے بھرتے رہیں
ہری کھیتیاں لہلہاتی رہیں
جواں لڑکیاں گیت گاتی رہیں
لہکتا رہے سبز میداں میں دھان
زمینوں میں بجھتے رہیں آسمان
مہکتے رہیں سبز آموں کے بور
بڑھاتی رہیں پینگ جھولے کی ڈور
رہیں ہولیوں کے سدا ہاتھ لال
فضاؤں میں اڑتا رہے یہ گلال
رہے یہ دیوالی کی جگ مگ بہار
منڈیروں پہ جلتے دیوں کی قطار
رہے آسماں پر دمکتا ہلال
رہے یہ بسنتوں کے میلے کی دھوم
شادیہ گیت گاتے ہجوم
حسیں راکھیاں جھلملاتی رہیں
جھماجھم ستارے لٹاتی رہیں
گھروں کا تقدس رہے بر قرار
یہ بیٹوں کے ماتھوں پہ ماؤں کا پیار
سلامت رہیں دل میں کھلتے چمن
سلامت رہے انکھڑیوں کی حیا
سلامت رہیں گھونگھٹوں کی ادا
سلامت رہیں ہیر رانجھا کے گیت
رہی ہار میں بھی محبت کی جیت
لجانا رہے مسکرانا رہے
منانا رہے روٹھ جانا رہے

اجنتا: وہ جس کے پتھروں اور چٹانوں میں سنگ تراشی کے خوبصورت نمونے واقع ہیں۔ اجنتا اور ایلورہ کی گپھائیں مشہور ہیں
دھان: وہ اناج جس سے چاول نکلتا ہے (چھلکا سمیت چاول)
آم کے بور: آم کے پھول
پینگ بڑھانا: لمبا جھونٹا لینا کہ بہت اونچا جائے
ہلال: پہلی تاریخ کا چاند
شاد: خوش
ہجوم: بھیڑ، مجمع
تقدس: پاکیزگی
انکھڑیاں: انکھڑی کی جمع (چھوٹی اور پیاری آنکھ۔ پیار سے بچہ اور معشوق کی آنکھ کو انکھڑی کہتے ہیں)
حیا: شرم
ہیر رانجھا: پنجاب کے مشہور افسانوی عشقیہ کردار

محبت کے چشمے ابلتے رہیں
جواں سال نغموں میں ڈھلتے رہیں
رہے دھوم ٹیگور و اقبال کی
رہے شان پنجاب وبنگال کی
رہے نام اپنے ادب کا بلند
دلوں میں سمایا رہے پریم چند
سدا زندگانی غزل خواں رہے
زمانے میں غالب کا دیواں رہے

15.2 متن کی تشریح

محبت ہے خاکِ وطن سے ہمیں
محبت ہے اپنے چمن سے ہمیں
ہمیں اپنے صبحوں سے شاموں سے پیار
ہمیں اپنے شہروں کے ناموں سے پیار
ہمیں پیار اپنے ہراک گاؤں سے
گھنے برگدوں کی گھنی چھاؤں سے
ہمیں پیار اپنی عمارات سے
ہمیں پیار اپنی روایات سے

یہ نظم جذبۂ حب الوطنی سے بھرپور ہے۔اس کے ایک ایک شعر سے شاعر کی وطن سے محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ نظم وطن پرستی کے موضوع پر ایک مثالی نظم کہی جا سکتی ہے۔نظم کے اس حصے میں شاعر اپنے وطن سے محبت کا اظہار اس طرح کرتا ہے کہ یہاں کی ہر شئے سے اسے لگاؤ ہے اور یہ لگاؤ ایک فطری امر ہے کیونکہ جب ہم کسی سے محبت کرتے ہیں تو اس سے وابستہ ہر چیز ہمیں اچھی لگتی ہے۔اس کی ہر ادا ہمیں بھاتی ہے۔اس طرح شاعر وں کو وطن سے بے پناہ محبت کی بنا پر یہاں کی مٹی میں بھی ایک خاص کشش کا احساس ہوتا ہے۔ یہاں کی صبحیں اور شام، یہاں کے شہر اور شہروں کے نام، یہاں کے گاؤں سبھی کچھ اسے اچھے لگتے ہیں۔تاریخی عمارتیں، روایتیں اور یہاں کے رسم ورواج اسے بہت اچھے لگتے ہیں۔غرض اسے اپنے وطن کی ہر شئے عزیز ہے اور وہ ان سے محبت کرتا ہے۔

\NOIS_F-04-02\nOTE\NO
not found.

15.3 زبان کے بارے میں

اس نظم کے اشعار کی ترتیب وساخت پر غور کریں یہ ایک مربوط نظم ہے اور اس کے ہر شعر کا اپنا الگ قافیہ ہے۔ ایسی نظم کو مثنوی کہتے ہیں۔ مثنویاں عام طور پر طویل نظمیں ہوتی ہیں۔ قدیم روایتی اور کلاسیکی مثنویوں میں جن اور پریوں کے قصوں، مافوق الفطرت واقعات سے لے کر عام انسانوں کے حسن وعشق کی داستانوں، خوشیوں غموں، شادی موت کی رسموں اور اخلاقی قصوں وغیرہ کا بیان کیا جاتا رہا ہے۔ لیکن بعد میں زندگی کے تمام موضوعات پر مثنویاں بھی کہی جا چکی ہیں۔

کسی شعر کے ایک ہی مصرعے یا دونوں میں ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو آپس میں یعنی ایک دوسرے کی ضد ہوں، صنعت تضاد کہلاتا ہے۔ جیسے اس شعر میں ؎

ہمیں اپنی صبحوں سے شاموں سے پیار
ہمیں اپنے شہروں کے ناموں سے پیار

صبح اور شام ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اسے صنعت تضاد کہتے ہیں۔

متن پر سوالات 15.1

1. عمارات اور روایات، عمارت اور روایت کی جمع ہیں۔ اس وزن پر چار اور جمع بنا کر لکھئے۔

الف.................. ب..................

ج.................. د..................

2. آپ کے نصاب میں شامل نظم 'خاک وطن' میں جن الفاظ کا ذکر کیا گیا ہے ان میں سے درج ذیل الفاظ چھانٹ کر علیحدہ لکھئے۔

خاک وطن، اپنا شہر، شہروں کے نام، برگد کی چھاؤں، گاؤں کے تالاب، عمارات وروایات، مچھلیاں اور کبوتر، دن رات، جنگل بیابان۔

.... ، .... ، ....، ....

..............................، ....

15.4 متن کی تشریح

سلامت رہیں اپنے دشت ودمن
رہے گنگناتا ہمارا گگن
نگاہیں ہمالہ کی اونچی رہیں

سداچاند تاروں کو چھوتی رہیں
رہے پاک گنگوتری کی پھبن
مچلتی رہے زلفِ گنگ وجمن
رہے جگمگاتا یہ سنگم کا روپ
چمکتی خنک چاندنی نرم دھوپ

شاعر اپنے وطن اوراس کی چیزوں سے محبت کا اظہار کرنے کے بعد نظم کے دوسرے حصے میں وطن کی سلامتی کے لئے خدا سے دعا مانگتا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ اے خدا ! یہاں کے جنگل اور بیابان کو صحیح سلامت رکھ۔ کوہ ہمالہ کی چوٹی یعنی گوری شنکر (ایورسٹ) دنیا کی سب سے اونچی چوٹی۔ شاعر اس کی اونچائی پر فخر کرتے ہوئے دعا کرتا ہے کہ وہ سدا بلند رہے۔ مزید مبالغہ سے کام لیتے ہوئے اس کے چاند تاروں تک پہنچنے کی تمنا کرتا ہے۔ گنگا گنگوتری سے نکلی ندی کی شادابی و سیرابی کے لئے دعا گو ہے۔۔ ندیاں چونکہ کبھی سیدھی نہیں بہتیں بلکہ ٹیڑھے میڑھے راستوں سے گذرتی ہیں۔ چنانچہ شاعر نے ان کے ٹیڑھے میڑھے ہوکر گزرنے کو زلفوں سے تشبیہہ دی ہے۔ کیونکہ زلفوں یا بالوں میں پیچ وخم ہوتے ہیں۔ یہ منظر بہت ہی سہانا اور دلکش ہوتا ہے۔ یہاں ہر سال لاکھوں کی تعداد میں زائرین مقدس غسل کے لئے آتے ہیں۔ اور غسل کر کے اپنے آپ کو پاک کرتے ہیں۔ ہندو مذہب کے ماننے والوں کا عقیدہ ہے کہ گنگا اور جمنا میں غسل کرنے سے گناہ دھل جاتے ہیں۔ او رانسان پاک ہوجاتا ہے۔ رات کو چاندکی روشنی میں پورا ماحول ٹھنڈا ہوجاتا ہے۔ اور دن میں موسم سہانا ہوتا ہے۔

شاعر کو اپنے ملک کے رسم ورواج اور روایات بہت پسند ہیں۔ وہ ان کی سلامتی کے لئے دعا گو ہے۔

15.5 زبان کے بارے میں

یہ نظم ایک تاثراتی اور استعاراتی نظم ہے۔ شاعر نے خوبصورت استعاروں اور تشبیہوں سے اسے مزیّن کیا ہے۔ جیسے۔

رہے گنگناتا ہمارا گگن
نگاہیں ہمالہ کی اونچی رہیں
سدا چاند تاروں کو چھوتی رہیں
مچلتی رہے زلف گنگ وجمن

یہاں آسماں کا گنگنانا۔ ہمالہ کا چاند تاروں کو چھونا اور گنگا جمنا کی زلفوں کا مچلنا حقیقی معنوں کے بجائے مجازی معنوں میں استعمال کیئے گئے ہیں۔ شاعر نے کوہ ہمالہ کی شان اور اس کے وقار کو اس طرح ظاہر کیا ہے کہ گویا پہاڑ آسمان کو چھوتے نظر آتے ہیں۔

\NOIS_F-04-02\nOTE\NO
not found.

متن پر سوالات 15.2

1. دشت و دمن میں ''و'' حرف عطف ہے۔ جو دولفظوں کو جوڑنے کیلئے استعمال کیا گیا ہے۔ حرف عطف یعنی ''و'' دو ہم معنی یا دو متضاد الفاظ کو جوڑنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے روز وشب یا غم والم ایسے مرکبات کو عطفی مرکبات کہتے ہیں۔

درج ذیل میں واضح کیجئے کہ یہ مرکبات ہم معنی ہیں یا متضاد

الف) شور و غل..................

ب) آسمان و زمین..................

ج) آب و تاب..................

2. گنگا اور جمنا ہندوستان کے دو مشہور دریا ہیں۔

آپ ہندوستان کے پانچ دریاؤں کے نام لکھئے۔

الف........................ ب........................

ج........................ ح........................

ر........................

متن کی تشریح 15.6

لٹاتی رہیں اپنے نینوں کے مدھ
یہ صبح بنارس یہ شامِ اودھ
رہیں سرخسرو سیکری کے محل
یہ نینی کے جھیلوں میں کھلتے کنول
نہاتا رہے نرم کرنوں میں تاج
رہے تا قیامت محبت کی لاج
اجنتا کے بت رقص کرتے رہیں
حسین غار تاروں سے بھرتے رہیں

شاعر ان اشعار میں کچھ مشہور مقامات، عمارتوں اور فن تعمیر کے شاہکاروں کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی سلامتی کے لئے دعا گو ہے۔ بنارس ہندوستان کا ایک مشہو شہر ہے، جو اپنے تقدس اور مذہبی روایات کے لئے مشہور ہے۔ یہاں مقدس ندی گنگا میں

NOS\NOTE2.tif not found.

غسل کرنے کے لئے دور دراز کے علاقوں سے زائرین آتے ہیں، اور لاکھوں کی تعداد میں اس فریضے کی ادائیگی کرتے ہیں۔

اودھ فیض آباد لکھنؤ کے علاقے کا نام ہے اس کی رنگین شام کی بڑی شہرت ہے یہ شہر شام ہوتے ہی رنگین قمقموں سے آراستہ ہو جاتا ہے۔ اور شہر کی رونق قابل دید ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ شام اودھ اپنی رنگینی کے لئے دور دور تک مشہور ہے اردو ادب میں شام اودھ اور صبح بنارس کا بڑا ذکر ملتا ہے شاعر صبح بنارس اور شام اودھ دونوں کی رونق کے لیے دعا کر رہا ہے۔

فتح پور سیکری میں اکبر کے بنائے ہوئے عالیشان محلات ہیں۔ جو ہمارے ملک کی شان کو بڑھاتے ہیں، شاعر ان کی سلامتی چاہتا ہے۔ نینی تال شہر کی مشہور جھیل جو آنکھ کی شکل کی ہونے کی بنا پر نینی تال کہلاتی ہے۔ یہ جھیل بہت ہی پرکشش ہے۔

تاج محل آگرہ کی ایک مشہور و معروف اور سنگ مرمر کی عالمی شہرت یافتہ عمارت ہے جسے شاہ جہاں نے اپنی بیگم ممتاز محل کی موت کے بعد اس کے مقبرے کے طور پر تعمیر کرایا تھا۔ سفید سنگ مرمر سے تراشا ہوا یہ تاج اس کی اٹوٹ محبت کی نشانی ہے۔ کسی شاعر نے کہا ہے کہ ؎

اک شہنشاہ نے بنوا کے حسین تاج محل
ساری دنیا کو محبت کی نشانی دی ہے

چاندنی رات میں جب چاند کی دودھیا روشنی تاج محل پر پڑتی ہے تو ایسا لگتا ہے جیسے اسے دودھ سے نہلا دیا گیا ہو۔ یہ خوبصورت عمارت آگرہ میں ہے اور اسے دیکھنے دنیا کے گوشے گوشے سے لاکھوں سیّاح ہر سال ہندوستان آتے ہیں۔ شاعر اس کے حسن کو سدا قائم و دائم رہنے کی دعا کرتا ہے۔

اجنتا اور ایلورا کے غار مختلف اقسام کے مجسموں سے بھرے ہیں یہ بت فن سنگ تراشی کا اعلیٰ نمونہ ہیں، شاعر ان پر فخر کرتا ہے اور ان کی سلامتی کی تمنا کرتا ہے۔ تاکہ یہ سدا لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے رہیں اور ہمارا ملک پرکشش بنا رہے اور ہندوستان کی تہذیبی رونق رہتی دنیا تک باقی رہے۔

15.7 زبان کے بارے میں

شعر میں کسی مشہور واقعہ یا کسی مذہبی روایت کی طرف اشارہ کرنے کو تلمیح کہتے ہیں۔ تلمیح کے الفاظ بظاہر مختصر ہوتے ہیں لیکن اس کے پیچھے وہ پورا قصہ ہوتا ہے جس کی طرف شاعر اشارہ کرنا چاہتا ہے۔ اس پورے قصے کو جانے بغیر نہ تو شعر کا مطلب بخوبی سمجھ میں آسکتا ہے اور نہ ہی شعر کے اندر لائی گئی صنعت تلمیح کا پورا پورا لطف اٹھایا جا سکتا ہے۔

ان اشعار میں سیکری، تاج اور اجنتا کو سمجھنے کے لئے ہمیں ان کی تفصیلات جاننی ہوں گی۔ جیسے تاج محل محبت کی نشانی ہے۔

\NOIS_F-04-02\nOTE\NO not found.

کیونکہ اس کو بنوانے کی ترغیب شاہجہاں کو اپنی بیگم کی محبت سے ملی۔ وہ ممتاز محل سے بے پناہ محبت کرتا تھا اور اس شدت محبت کے نتیجے میں ممتاز محل انتقال کے بعد اس کے مقبرے کو اتنی خوبصورت شکل دی جو آج بھی ایک عجوبہ تصور کی جاتی ہے۔

15.3 متن پر سوالات

1. کالم الف سے ب کو ملا کر مرکب مکمل کیجئے۔

صبح	تال
شام	محل
تاج	بنارس
نینی	اودھ

2. صبح بنارس۔ شام اودھ
یہ دونوں مرکبات مرکب اضافی ہیں یا توصیفی وضاحت کیجئے۔

3. مکمل کیجئے

(الف) سیکری (ب) نینی ج) تاج

15.8 متن کی تشریح

ہری کھیتیاں لہلہاتی رہیں
جواں لڑکیاں گیت گاتی رہیں
لہکتا رہے سبز میداں میں دھان
زمینوں میں جھکتے رہیں آسمان
مہکتے رہیں سبز آموں کے بور
بڑھاتی رہیں پینگ جھولے کی ڈور
رہیں ہولیوں کے سدا ہاتھ لال
فضاؤں میں اڑتا رہے یہ گلال

ہندوستان کی زیادہ تر آبادی دیہاتوں میں ہے۔ نظم کے اس حصے میں دیہی زندگی کے کچھ اہم مناظر بیان کئے گئے ہیں۔ مثلاً

NOS\NOTE2.tif not found.

آب ہوا، کھلے ماحول، صاف فضا، لہلہاتے کھیت اور کھیتوں میں دھان کی ہری ہری بالیاں، آم کے باغات اور آم کے پیڑوں پر لگے بور۔

کسان عورتیں جب اپنی محنت کو بار آور ہوتے دیکھتی ہیں اور کھیتوں میں لہلہاتی فصل پر ان کی نظر پڑتی ہے تو خوش ہوکر بے ساختہ گنگنانے لگتی ہیں۔ پودوں کو زمین میں لگانے کا وقت ہو یا پکی فصل کو کاٹنے کی ساعت آئے۔ عورتیں گیت گا کر یہ کام بہ حسن وخوبی انجام دیتی ہیں۔ باغوں میں رسیوں کے جھولے ڈال کر لڑکیاں جھولتی ہیں اور خوشی کے نغمے گاتی ہیں۔ یہ تمام مناظر ہر شخص کو متوجہ کرتے ہیں۔ اسی لئے نظم کے اسی حصے میں شاعر چاہتا کہ یہ تمام مناظر یوں ہی برقرار ہیں۔

ان اشعار سے شاعر کی فطرت کی منظر نگاری میں مہارت کا پتہ چلتا ہے۔ شاعر نے صرف سرسری طور پر دیہات کے میدانوں، سبزہ زاروں، کھیتوں اور باغوں کا ذکر کیا ہے۔ بلکہ کھیتوں میں گاتی ہوئی دوشیزاؤں اور باغوں میں جھولے جھولتی لڑکیوں کے تذکرے سے معلوم ہوتا ہے کہ شاعر ذاتی طور پر اِن مناظر سے لطف اندوز ہو چکا ہے۔ اس نے اپنی ذاتی تجربات کو اشعار میں اس انداز سے بیان کیا ہے گویا ہم خود کسی دیہات میں پہنچ گئے ہوں۔

آموں میں جب بور لگتے ہیں تو پوری فضا اس خوشبو سے معطر ہو جاتی ہے اس کی سوندھی خوشبو ایک خاص جاذبیت رکھتی ہے۔ خاص طور سے کسانوں کو زیادہ خوشی اسی لئے ہوتی ہے کہ بور لگنے کا مطلب ہے آم کی فصل ہوگی۔

15.9 زبان کے بارے میں

ان اشعار میں سادہ و سلیس زبان استعمال کی گئی ہے۔ اشعار میں روانی کے ساتھ افعال کی کثرت ہے جیسے لہلہاتی رہیں۔ گیت گاتی رہیں لہلہاتے وجھلملاتے رہیں۔ مہکتے رہے۔ بڑھاتی رہے۔ یہ فعلِ جاریہ ہیں جس سے کام کے جاری رہنے کا پتہ چلتا ہے۔ شاعر نے اپنی تمناؤں کو دوام بخشنے کے لئے افعال کی ان صورتوں کو استعمال کیا ہے۔

متن پر سوالات 15.4

1. مذکورہ اشعار میں شاعر نے کس زندگی کا نقشہ کھینچا ہے۔

الف) شہری

ب) دیہی

ج) دفتری

د) بازاری

3. ''دھان'' سے ہم کیا حاصل کرتے ہیں۔

\NOIS_F-04-02\nOTE\NO not found.

1. مٹر
2. چاول
3. تیل
4. بور لگنے کا مطلب ہے۔

الف) سرسوں پھولنا

ب) گلاب کھلنا

ج) آم لگنا

15.10 متن کی تشریح

رہے یہ دیوالی کی جگ مگ بہار
منڈیروں پہ جلتے دیوں کی قطار
رہے آسماں پر دمکتا ہلال
رہے یہ بسنتوں کے میلے کی دھوم
شادیہ گیت گاتے ہجوم
حسیں راکھیاں جھلملاتی رہیں
جھماجھم ستارے لٹاتی رہیں
گھروں کا تقدس رہے بر قرار

ہندوستان قدیم ترین تہذیب کا گہوارہ اور مشرقی روایات کا امین ملک ہے نظم کے اس حصے میں شاعر نے انسانی تعلقات، محبت ویگانگت کی مختلف کیفیات کو بیان کیا ہے۔ اس حصے میں بھی قبل کے دو حصوں کی طرح انسانی معاشرے کے ان روایات کو برقرار رکھنے کی تمنا کی ہے۔ ہماری مشرقی خواتین کی آنکھوں میں حیا، سر پر آنچل ان کے تقدس کی پہچان ہے۔ ان کی شرافت کی نشانی ہے۔

اٹوٹ محبت اور پیار پر قائم ودائم عورت ومرد کا رشتہ جسے ہیر رانجھا جیسے محبت کرنے والوں نے جان کی قربانی دے کر زندہ وپائندہ کر دیا۔ ہمارا آپس میں روٹھنا پھر مان جانا ایک دوسرے سے لڑنا پھر ایک ہو جانا۔ یہ ہماری تمنا ہے کہ ہماری تہذیب میں برقرار رہیں۔ کیونکہ یہ منفرد روایات ہیں جو کہیں اور نہیں پائی جاتی ان سے ہم نے اپنی ایک پہچان بنائی ہے۔ عالمی سطح پر ہمارا ملک اپنی قدروں اور روایات کے لئے مشہور ہے۔ تو ان کی سلامتی کے لئے دعا گو ہونا اور حتی الوسع کوشش کرنا ہر وطن پرست کا فرض ہے۔

NOS\NOTE2.tif not found.

15.11 زبان کے بارے میں

''سلامت رہیں ہیر رانجھا کے گیت'' میں صنعتِ تلمیح ہے۔ ہیر اور رانجھا دو پیار کرنے والے تھے۔ جن کو زمانے نے ملنے نہ دیا اور دونوں کا انجام موت ہوا۔ جس طرح عرب میں لیلیٰ اور مجنوں اور ایران میں شیریں اور فرہاد اور یورپ میں رومیو جولیٹ کے قصے مشہور ہیں۔ اور یہ پیار کرنے والوں کے لئے مثال کے طور پر پیش کئے جاتے ہیں اسی طرح ہندوستان میں ہیر اور رانجھا کا قصہ مشہور ہے۔

متن پر سوالات 15.5

1. حیا کا مطلب بتائیے:

الف پیار

ب شرم

ج مسکراہٹ

2. کالم الف کو ب سے ملا کر صحیح جوڑا بنائیے۔

الف	ب
مجنوں	ہیر
رومیو	جولیٹ
رانجھا	لیلیٰ

3. ہار کا متضاد ''جیت'' ہے۔ ذیل کے متضاد بتائیے۔

خوشی، مشکل، نفرت، ایماندار۔

4. لفظ محبت کے تین مترادفات لکھئے۔

15.12 متن کی تشریح

یہ بیٹوں کے ماتھوں پہ ماؤں کا پیار
سلامت رہیں دل میں کھلتے چمن

\NOIS_F-04-02\nOTE\NO not found.

سلامت رہے انکھڑیوں کی حیا
سلامت رہیں گھونگھٹوں کی ادا
سلامت رہیں ہیر رانجھا کے گیت
رہی ہار میں بھی محبت کی جیت
لجانا رہے مسکرانا رہے
منانا رہے روٹھ جانا رہے

نظم کے اس حصے میں شاعر نے ہندوستان کے مختلف تیوہاروں کا ذکر ان کی خصوصیات کے ساتھ کیا ہے۔ وہ اپنے مذہبی رسومات کی ادائیگی کرتے اور تیوہار مناتے ہیں اس لحاظ سے اس ملک میں بہت سے تیوہار منائے جاتے ہیں۔ ایک طرف دیوالی میں دیوں سے پورا ملک جگمگاتا تو دوسری طرف عید کی دھوم دھام ہے۔ کہیں رنگوں سے ہولی کھیلی جاتی ہے تو کہیں بسنت کا استقبال بسنت پنچمی منا کر کیا جاتا ہے۔ ایک بہت منفرد تیوہار ''رکھشا بندھن ہے'' جس میں بہنیں اپنے بھائیوں کی کلائی پر خوبصورت دھاگے سے سجی سجائی راکھیاں باندھتی ہیں اور بھائی بہنوں کو تحفے دینے کے ساتھ ساتھ ان کے تحفظ کا بھی یقین دلاتے ہیں۔

15.13 زبان کے بارے میں

شاعر نے اس حصہ میں خوبصورت اشعار استعمال کئے ہیں اس شعر پر غور کیجئے۔

رہے ہولیوں کے سدا ہاتھ لال
فضاؤں میں اڑتا رہے یہ گلال

ہولیوں کے ہاتھوں کا لال ہونا مجاز مرسل ہے۔ دراصل ہاتھ ہولی کھیلنے والوں کے لال ہوجاتے ہیں کیونکہ وہ رنگوں کا زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے ہولی اور ہاتھ میں بہت گہرا رشتہ ہے، ہولی کہہ کر شاعر نے ہولی کھیلنے والے مراد لیے ہیں۔

وضاحت کیجیے۔ آسان الفاظ میں مجازِ مرسل کو سمجھایئے۔

جب کسی لفظ کے حقیقی معنی کو ترک کر کے اسکو صرف مجازی معنوں میں استعمال کیا گیا ہو اور اس کے حقیقی و مجازی معنی میں تشبیہوں کا تعلق نہ ہو بلکہ کسی دوسرے طرح کا تعلق ہو جیسے جزو کا یا ظرف مظروف وغیرہ تو اسے مجاز مرسل کہتے ہیں چاند کے لیے کئی الفاظ استعمال ہوتے ہیں جیسے ہلال، پہلی تاریخ کے چاند کو کہتے ہیں چودہویں تاریخ کے چاند کو بدر کہتے ہیں، عام استعمال کے لیے دیگر الفاظ قمر اور مہتاب بھی ہیں۔

متن پر سوالات 15.6

1. ہندوستان کے اہم تیوہاروں کے نام بتائیے۔
2. کالم الف کو کالم 'ب' سے ملا کر لکھیے۔

الف) عید میں رنگوں سے کھیلتے ہیں۔

ب) رکھشا بندھن میں دیا جلا کر چراغاں کرتے ہیں۔

ج) دیوالی میں خاص نماز ادا کرتے اور گلے ملتے ہیں۔

د) ہولی میں راکھی باندھتے ہیں۔

3. چاند اور سورج کے تین مترادف لکھیے۔

15.14 متن کی تشریح

محبت کے چشمے ابلتے رہیں
جواں سال نغموں میں ڈھلتے رہیں
رہے دھوم ٹیگور و اقبال کی
رہے شان پنجاب و بنگال کی
رہے نام اپنے ادب کا بلند
دلوں میں سمایا رہے پریم چند
سدا زندگانی غزل خواں رہے
زمانے میں غالب کا دیواں رہے

نظم کے اس آخری حصے میں ہندوستان کی اہم شخصیتوں، شاعروں اور ادیبوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان عظیم شخصیتوں نے عالمی سطح پر شہرت حاصل کی ہے۔ اس سے قبل ہندوستان کے مختلف موسموں، تہواروں کا جس طرح سے ذکر کیا گیا ہے اس کے مطالعے کے بعد ہم اس نظم کو ہندوستان کا قصیدہ بھی کہہ سکتے ہیں ہندوستان کے مشہور شخصیتوں کے مشہور نام بنگالی ادب کے شاعر رابندر ناتھ ٹیگور کا ہے۔ ان کے کارناموں کی بنا پر ان کو ۱۹۱۳ء میں دنیا کا سب سے بڑا اعزاز نوبل پرائز برائے ادب دیا گیا۔ ٹیگور مغربی بنگال کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے ہندوستان کا قومی گیت ''جن گن من'' لکھا ہے۔ علامہ اقبال ایک مشہور فلسفی، ادیب اور شاعر ہیں۔ ان کا کلام حوصلہ مندی اور جہد مسلسل کی تعلیم دیتا ہے، آپ نے ہندوستانی قومی گیت ''سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا'' ضرور پڑھا ہوگا۔ یہ اقبال ہی کا گیت ہے۔ اقبال سیالکوٹ میں پیدا ہوئے تھے۔ اردو اب

\NOIS_F-04-02\nOTE\NO not found.

کے ایک اور اہم افسانہ نگار پریم چند ہیں، جنہوں نے اپنے انسانوں اور ناولوں میں خاص طور پر ہندوستان کی دیہی زندگی کا خوبصورت نقشہ پیش کیا ہے۔ پریم چند کا مشہور ناول ''گئودان اور مشہور افسانہ ''کفن اردو اور ہندی دونوں زبانوں کے ادب میں بہت بڑا مقام حاصل کر چکے ہیں اور غالب کی غزلیں شہرت دوام حاصل کر چکی ہیں، شاعر چاہتا ہے کہ ہندوستان کی کی یہ عظمت یہ شان وشوکت ہمیشہ برقرار رہے۔

15.15 زبان کے بارے میں

پہلے سفر میں رہے رہے کا تکرار ہے اس کا استعمال ایک خاص صوتی آہنگ پیدا کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔

15.7 متن پر سوالات

1. پریم چند کے تین مشہور افسانوں کے نام لکھئے۔

الف.................ب.................ج.................

2. کالم الف کو کالم 'ب' سے ملا کر لکھئے۔

اقبال: ....گئودان

پریم چند:.........................نیا شوالہ

غالب: ....'جن گن من'

رابندر ناتھ ٹیگور: دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے۔

آپ کیا سیکھا

نظم 'خاک وطن' جاں نثار اختر کی مثنوی 'امن نامہ'' سے ماخوذ ہے۔

☆ اس نظم میں شاعر نے جذبۂ حب الوطنی سے سرشار ہو کر اپنے ملک کی قابل فخر چیزوں کا ذکر کیا ہے۔

☆ یہ ایک مثنوی ہے، مثنوی اصنافِ شاعری میں وہ قسم ہے جس میں کوئی تاریخی واقعہ یا عشقیہ داستان بیان کی گئی ہو۔ ان کے علاوہ دوسرے موضاعات پر بھی مثنویاں لکھی گئی ہیں اس میں مضمون مسلسل ہوتا ہے اور یہ طویل نظمیں ہوتی ہیں، مثنوی کا ہر شعر قافیہ رکھتا ہے۔ اس میں اشعار کی تعداد مقرر نہیں۔

☆ کسی شعر کے ایک مصرعے میں یا دونوں مصرعوں میں ایسے الفاظ کا لانا جو متضاد ہوں صنعتِ تضاد کہلاتا ہے۔

☆ کلام میں کسی ایک لفظ کے ذریعے مشہور واقعہ یا مذہبی روایات کی طرف اشارہ کرنے کو تلمیح کہتے ہیں۔

☆ جب کسی لفظ کو حقیقی معنی کے بجائے اس کے مجازی معنوں میں استعمال کیا جائے اور اس کے حقیقی اور مجازی معنوں میں تشبیہہ کا تعلق نہ ہو تو اسے مجاز مرسل کہتے ہیں۔

☆ وطن کی قابل فخر اشیاء اور شخصیات کا تذکرہ حب الوطنی کے جذبے کو مضبوط کرتا ہے اس لحاظ سے یہ نظم ایک مثالی نظم ہے۔ جو وطن پرستی کے جذبات سے معمور ہے۔
شاعر نے بہت ہی آسان اور عام فہم زبان میں ایک اہم مضمون نظم کیا جس میں سلاست کے ساتھ ساتھ روانی اور جذبے کا بھرپور تاثر موجود ہے۔

15.17 مزید مطالعہ

1. اردو ادب میں میر حسن کی مثنوی سحرالبیان، دیا شنکر نسیم کی مثنوی گلزار نسیم، نواب مرزا شوقؔ کی مثنوی زہر عشق اور حفیظ جالندھری کی مثنوی شاہنامہ اسلام اپنی خصوصیات کی بنا پر بہت مشہور ہیں۔
آپ ان میں سے کسی ایک کا مطالعہ کیجیے۔
2. جاں نثار اختر نے نظمیں بھی لکھی ہیں اور غزلیں بھی۔ آپ ان کی نظمیں اور غزلیں پڑھ کر لطف اٹھائیے۔
3. یہ نظم خاک وطن ان کی مثنوی ''امن نامہ'' سے ماخوذ ہے' آپ امن نامہ حاصل کر کے پوری مثنوی پڑھیے۔
4. اس نظم کا موضوع وطن کی محبت ہے۔ آپ اس موضوع پر دوسرے شاعروں کی نظمیں بھی پڑھیے:۔

اختتامی سوالات

1. اس نظم میں شاعر نے وطن کی جن چیزوں سے محبت کا اظہار کیا ہے ان میں سے چند کے نام تحریر کیجیے۔
2. ہندوستان میں منائے جانے والے تہواروں کے نام لکھیے۔
3. سیکری کے محل، تاج محل، اور اجنتا کی تاریخی اہمیت واضح کیجیے۔
4. لباس/مٹھاس، دھوم/ہجوم، ناز/گداز، بچپن/چمن، ناگ/آگ یہ سب قافیے ہیں ان میں سے ہر ایک کے ساتھ دو دو لفظ اور لگائیے جو ان کے ہم قافیہ ہوں۔
5. اس نظم میں شاعر نے کن مشہور شخصیات کا ذکر کیا ہے ان کے نام لکھیے۔
6. ہمارا قومی ترانہ ''جن گن من'' اور قومی گیت ''سارے جہاں سے اچھا'' کن شاعروں نے لکھا ہے۔
7. نظم میں بیان کی گئی دیہی زندگی کا نقشہ پیش کیجیے۔
8. نظم خاک وطن کا مفہوم اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

متن پر سوالات کے جوابات

15.1 1. (الف) سوالات (ب) جوابات
(ج) حالات (د) خیالات

\NOIS_F-04-02\nOTE\NO not found.

2. خاک وطن، برگد کی چھاؤں، گاؤں کے تالاب، عمارات وروایات، مچھلیاں و کبوتر، جنگل بیابان

15.2 1. (الف) ہم معنی (ب) متضاد (ج) متضاد

2. کاویری، پیریار، گوداوری، ستلج، جھیلم

15.3 1. صبح بنارس، شام اودھ، تاج محل، نینی تال

2. توصیفی

3. (الف) فتح پور سیکری (ب) نینی تال (ج) تاج محل

15.4 1. (ب)

2. 2.

3. (ج)

15.5 1. (ب)

2. لیلیٰ مجنوں، رومیو جولیٹ، ہیر رانجھا

3. غم، آسان، محبت، بے ایمانی

4. پیار، عشق، الفت

15.6 1. عید، ہولی، دیوالی

2. (الف) عید میں خاص نماز ادا کرتے ہیں اور گلے ملتے ہیں

(ب) رکچھا بندھن میں راکھی باندھتے ہیں

(ج) دیوالی میں دیا جلا کر چراغاں کرتے ہیں

(د) ہولی میں رنگوں سے کھیلتے ہیں

15.7 1. (الف) عیدگاہ (ب) پوس کی رات (ج) کفن

2. اقبال: نیا شیوالہ

پریم چند: گئودان

رابندر ناتھ ٹیگور: جن گن من

غالب: دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے